بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

فہرست مضامین

بدر مسیح

۱۲ - شوال ۱۳۲۴ھ مطابق ۲۹ - نومبر ۱۹۰۶ء

خدا کی تازہ وحی

۲۲ - نومبر ۱۹۰۶ء - رَبِّ احفظنی فانّ القوم یتخذونی سخرۃً -

ترجمہ - اے میرے رب میری حفاظت کر کیونکہ قوم نے تو مجھے ٹھٹھے کی جگہ ٹھہرالیا -

۲۳ - نومبر ۱۹۰۶ء - انّ اللہ منّ علیکم - واعطیک ما اعطیک -

ترجمہ - خدا نے تیرے پر احسان کیا اور مین تجھے دونگا جو چیز دونگا

ان الذین لا یلتفتون الیک لا یلتفتون الی اللہ

ترجمہ - جو لوگ تیری طرف التفات نہین کرتے یعنی نظر انکار سے دیکھتے ہین وہ خدا تعالی کی طرف بھی التفات نہین کرتے - پھر بعد اس کے الہام ہوا -

اولیاء اللہ سے مخالفت رکھنا اس کا نتیجہ اچھا نہین -

تصحیح

چونکہ گذشتہ پرچہ اخبار مین بعض غلطیان رہگئی تھین اس واسطے وہ دوبارہ صحیح کر کے درج کئے جاتے ہین :-

۱۵ - نومبر ۱۹۰۶ء - **قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے**

(۲) **کمترین کا بیڑا غرق ہوگیا** - (کسی کے قول کی طرف اشارہ ہے)

(۳) **تیری دعا قبول کی گئی -**

۱۸ - نومبر ۱۹۰۶ء - رؤیا - (۱) دیکھا کہ ہمارے باغ مین کئی ایک آدمی ایک چرخے لگا رہے ہین - پھر غیب سے آواز آئی - **مبارک**

(۲) پھر ایک نظارہ آنکھون کے سامنے پھر گیا اس کے بعد الہام ہوا - **ما وقفت موقفاً اغیظ من ھذا ان بطش ربک لشدید**

ترجمہ - اس سے زیادہ غضبناک کسی موقعہ پر مین کھڑا نہین ہوا تحقیق پکڑ تیرے رب کی سخت ہے -

بلادِ اسلامی

قبل ازین مسجد لنڈن کی تجویز کا ذکر بارہا کیا جا چکا ہے۔ مگر تازہ خبرون سے واضح ہوتا ہے کہ تجویز نے پختگی کی صورت قبول کرلی ہے اور اگر مطلوبہ سرمایہ حسب توقع جلد پہونچگیا۔ تو یہ مسجد محلہ پالس وائٹ میں چند سال کے اندر بنکر تیار ہو جاوے گی۔ جبکہ انگریزون کو بجوق اسلامی موذن کی صدائے اذان کلیسون کے گھنٹون کی جھنکار مین سے بڑھکر سننے کا اتفاق ہوگا۔ اس وقت لندن مین پچیس ہزار مسلمان ہین جن کے لئے ایک شاندار مسجد کا ہونا ضروری تھا۔ اس مسجد کا نقشہ مشہور معمار چمپرین نے تیار کیا ہے۔ جو مشرقی طرز عمارت سے خوب ماہر ہین اور انہی نے شہر ووکن کی مسجد کا بھی نقشہ تیار کیا تہا۔ مسجد کے واسطے ایسی جگہ تلاش کی جارہی ہے۔ جو صاف اور نمایان ہو۔ انگلش اخبارات لکھتے ہین کہ یہ مسجد لندن کی خوش نما اور عظیم الشان عمارتون کے سلسلہ مین قابل قدر اضافہ کرے گی۔ اس کا طول ۱۸۰ فٹ اور عرض ۱۵۰ فٹ ہوگا۔ انجینیر کی رائے ہے۔ کہ مسجد سنگ سفید کی ایک ڈال بنائی جاوے مگر تعمیر مسجد کی کمیٹی کے ممبران مین سے چند لوگون کا خیال ہے۔ کہ اس کا رنگ سبز رہنا چاہیئے۔ جو خاص اسلام کی علامت ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ اسے دونون رنگ سے ملاجلا بنایا جاوے اس کے منارے اور گنبد روضہ تاج گنج کی طرح طلائی کام سے آراستہ کئے جائینگے۔ ایک لاکھ پونڈ مسجد کی لاگت کا تخمینہ ہے۔ اور تین سال مین بن کر تیار ہوگی۔

مصر اللوا نے مسئلہ طور سینا کا فیصلہ آخری وزارت داخلیہ سے حاصل کرکے شائع کیا ہے۔ معاصر موصوف نے جو نوٹ اس فیصلہ پر لکھا وہ حسب ذیل ہے۔ ظاہر ہے کہ جزیرہ نما طور سینا باعتبار جنگی مرکز کے نہ بسبب زرخیزی کے بڑی مہتم بالشان جگہ ہے فاتحان مصر قدیم زمانہ مین اسی راہ سے آئے تھے اور اسی راستہ سے جاکر شام وغیرہ کو مصریون نے فتح کیا تھا۔

عباس پاشا کے تخت پر بیٹھتے ہی انگریزون نے چاہا کہ وہ مثلث جو سویز سے شروع ہوکر رافع اور عقبہ تک پہونچتا ہے۔ مصری مملکت مین شامل ہو جائے۔ لیکن کامیابی نہین ہوئی۔ دوسری طرف حجاز ریلوے کا کام جاری ہوگیا۔ جس کی وجہ سے ترکون کا اثر اس نواح مین بہت بڑھ گیا۔ بالآخر قلعجات کی تعمیر مذکور شارت زمین مین شروع کردی اور بجٹ سے ایک رقم صرف کے لئے الگ کی گئی۔ دولت علیہ اس سے غافل نہ تھی۔ جب اس نے یہ کارروائی دیکھی۔ تو طابہ پر قبضہ کرلیا۔ اس موقعہ سے فایدہ اٹھانے کے لئے انگلستان نے بڑی کوشش کی اور خط وکتابت کے علاوہ جنگی جہازون کو بھی نقل وحرکت دیگئی۔ مگر دنیا جانتی ہے کہ اس کا کچھہ فایدہ مرتب نہ ہوا۔ اور مسئلہ طور سینا نے کوئی نئی صورت اختیار نہ کی۔ کیونکہ سلطان المعظم کا منشا بجز اس کے اور کچھہ نہ تہا کہ یہ جزیرہ نما اپنی اصلی حالت پر باقی رکھا جاوے گا اور قلعجات تعمیر نہ ہون۔ اس مین شک نہین کہ انگلستان نے موقع پاکر مصر مین اپنی قوت بڑہادی ہے۔ مگر اس کی وجہ وہ خیال اور اثر ہے۔ جو مشرقی اقوام مین روسی شکستون سے یورپ کے نزدیک پیدا ہوا ہے مصر کی حالت مین فوج کے بڑہانے یا گھٹانے سے کوئی فرق نہین آسکتا۔

صرف بیروت حجاز ریلوے کے لئے ایک ملین قرش چندہ جمع ہوا ہے اور بڑی سرگرمی سے اطراف ملک مین روپیہ فراہم کرنے کی تدبیر کی جارہی ہے حجاز ریلوے کے منتظمون کو حال ہی مین حکم دیا گیا ہے۔ کہ جسقدر فوجی لوگ لائن پر کام کررہے ہین۔ ان کے کام کا باضابطہ رجسٹر تیار ہوتا کہ ہر ایک کے لئے علی قدر مراتب انعامات دئے جاوین صدر کمیشن حجاز ریلوے نے تاکید کی ہے۔ کہ حجاز کی راحت رسانی مین کسی قسم کی کمی نہ ہو اور کرایہ ریل مین بھی حتی الامکان تخفیف کی جاوے۔

شیخ کویت مبارک بن صباح کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ اب وہ راہ راست پر آگیا ہے۔ حال ہی مین گورنر بصرہ نے نہر جدیدہ کے لئے چندہ کی تحریک کی تھی جس کے جواب مین شیخ نے دو ہزار ترکی پاونڈ روانہ کردئے اور اپنی اخلاص مندی کا یقین دلایا۔

قسطنطنیہ کی خبرون سے معلوم ہوتا ہے کہ ایڈریانوپل کے قریب ترکی فوجون مین مصنوعی جنگ ہونیوالی ہے۔ ایک فریق کی کمان سردار عارف پاشا کرینگے اس جنگ مین ساٹھ رجمنٹین شامل ہون گی۔ سرحد بلغاریہ پر چہ ۴۸ ہزار بہادر پیدل ہوئے ہین۔ وہ بھی اس جنگ مین حصہ لین گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب کی یہ جنگی مصنوعی کارروائی ترکی قوت وجبروت کے ظاہر کرنے کے لئے کی جائے گی۔

سلطان المعظم نے عبدی پاشا کی مسجد واقع شہر قونیہ کی مسجد کی مرمت کے لئے جیب خاص سے ۱۷۰ پونڈ ترکی مرحمت کئے ہین اور لکھدیا ہے۔ کہ جس مسجد مین مرمت کی ضرورت ہو فوراً اطلاع کیجائے۔

ایران اور مراکش کا حال قریب قریب یکسان ہے یہان بھی سلطنت کے پاس خرچ نہین ہے وہان بھی خزانہ خالی ہے۔ حال ہی مین جرمنی وزیر متعینہ مراکش نے تجویز کی ہے کہ گورنمنٹ مراکش کی ضروریات کے رفع کرنے کے لئے قرضہ دلایا جاوے۔ اس کے علاوہ آج کل پھر مراکش کے مختلف حصص مین بدامنی کی وارداتین ہورہی ہین۔ چنانچہ فرانسیسی تاربرقی کے دریائی حصہ کو تانجیر سے چند میل کے فاصلہ پر قبائل والون نے کاٹ ڈالا ہے۔ جس پر فرانسیسی حکام برافروختہ ہین۔

چونکہ ایک انگریز اور ایک اسپین کا شخص الجیریا مین مقید ہوگیا ہے۔ لہذا فرانس اور اسپین اپنی پولیس مراکش مین مقرر کرنے کے استحقاق پر بڑا زور ڈال رہے ہین جو انہین الجیرس کانفرنس مین دیا گیا ہے اور ہر ایک دولت نے ایک ایک جنگی جہاز روانہ کردیا ہے۔ اس عرصہ مین رسولی نے شہر ارجیلا پر قبضہ کرکے امن وامان قائم کردیا۔ مگر بعد کی خبر ہے کہ مسئلہ مراکش بڑی نازک حالت پر پہونچگیا ہے باغی ہنوز ارجیلا پر قبضہ کئے ہوئے ہین۔ ارجیلا کی حفاظت قابل اطمینان نہین ہے۔ فرانس نے دو اور جنگی جہاز روانہ کئے ہین۔

مراکو کی حالت اس درجہ نازک ہوگئی ہے

کہ آخر فیصلہ تلوار پر معلوم ہوتا ہے یہ پیر خمیدہ پشت جس کے صدقہ میں لوگوں کو تاج ملتے ہیں اور جو باوجود زیج ہو دی کے دشمن کے منہ پر سوائے راستی کے دم نہیں مارتا۔ آج فرانس اور مراکو کی قسمت کا فیصلہ اس قدیم اسلامی سرزمین میں یہی پیر خمیدہ پشت (تلوار) صاحب کرینگے۔ فرانس نے اپنے جنگی بیڑے کو تیاری کا حکم دیا ہے۔ بری فوجیں جو تونس اور الجیریا میں ہیں۔ لمحی حکم سے بڑھنے کے لئے تیار ہیں۔ پانیر صاحب یہ گوہر افشانی فرماتے ہیں۔ کہ مراکو میں امن قائم کرنے کے لئے فرانس کو تنہا چھوڑ دیا جاوے۔ وہ بہت عمدگی سے اس کا فیصلہ کر لیگا۔ قیصر ولیم نے اگر دخل نہ دیا۔ تو مراکو مسئلہ اور پیچیدگی ہمیشہ کے لئے رفع ہو جائے گی اور جو قیصر ولیم بیچ میں آکود پڑے تو بے شک سلطان مراکو کی بن آئے گی۔ اور انہیں دو یورپی طاقتوں کو لڑا دینے کا اچھا موقع ملیگا۔ یہ پانیر کی رائے ہے۔ جس کو ہم تسلیم نہیں کرتے مراکو جیسا کہ دکھایا گیا ہے۔ منہ کا نوالہ نہیں ہے فرانس اگر مراکو کو بالکل زیر و زبر بھی کر جائیگا۔ تو خود کاٹھ کھلا ہو جاوے گا۔ اور اس کے لئے ایک عرصہ درکار ہے۔ مراکو میں کئی لاکھ شائستہ فوج موجود ہے اور اگر قبائل میں مذہبی جنگ کا وعظ کیا گیا۔ تو ایک آگ لگ جاوے گی۔ عرابی پاشا کی جنگ مصر میں قبائل میں مذہبی جنگ کی آگ لگتی چلی تھی۔ کہ انگلستان کی فوری عاقلانہ کارروائی نے اسے ٹھنڈا کر دیا اور نہ پھر سنبھالنے نہ سنبھلتی یہی کیفیت مراکو کی ہے۔ اس کی کمزوری کا نقشہ ہمارے سامنے کھینچا جاتا ہے۔ اس کا اندرونی فساد دکھایا جاتا ہے۔ کہ فرانس کے صرف ایک ہی تھپڑ کا ہے۔ ایسی ایسی بے سروپا باتیں ظاہر کی جاتیں۔ یہ بات تو ہرگز نہیں ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ فرانس ایک زبردست یورپی طاقت ہے۔ لیکن ہاتھ ملنے پر معلوم ہوگا۔ کہ کتنا بار اس کے خزانہ اور سلطنت پر پڑتا ہے۔ جبکہ اس وقت مراکو میں بدامنی وغیرہ ہو رہی ہے۔ یہ سب فرانس کا صدقہ ہے۔ اسی کے حکام ... سے جدید دعویدار تاج و تخت مفسدوں کو ہتھیار وغیرہ دیا

ہیں جس کا اظہار کئی بار ہو چکا ہے۔ یہ متمدن سلطنت ہے اور انسانی محبت ہے۔ ایسی ... ... دنیا میں کوئی سلطنت نہ ہوگی۔ جو فرانس کی ہے۔ (اہل فقہ)

مصر میں قیام پارلیمنٹ کی تحریک

لارڈ رپن بالقابہ نے ۱۰ ماہ رواں کو اپنی تقریر ضیافت گلڈ ہال میں مصر کے متعلق جس پالسی کا اظہار فرمایا ہے اس کے سلسلہ میں آزاد خیال و انصاف پسند مدبرین انگلستان کو یہ دریافت کر کے مسرت ہونی چاہیئے کہ مصر میں قیام پارلیمنٹ کی ضرورت پر لوگوں کا خیال آہستہ آہستہ رجوع ہوتا جاتا ہے چنانچہ نامور معصر المؤید تحریر کرتا ہے۔ کہ اب مصر میں خودمختار شخصی حکومت کی مضرتیں پوری طرح ظاہر ہو چکی ہیں اور مصر و انگلستان دونوں ملکوں کے عام و خواص لوگوں پر یہ بات واضح ہو گئی ہے۔ کہ خودمختار حکمران خواہ کیسا ہی خواہان عدل و انصاف کیوں نہ ہو مگر وہ ملک کا حسب دلخواہ انتظام نہیں کر سکتا اس لئے مصر کی حالت درست کرنے کے معنے یہ ہوں گے کہ اسے نیابتی حکومت عطا کی جاوے اور حضور ملک معظم انگلستان کے اس زرین قول سے کہ ہم نے جسقدر انگلش نوآبادیوں کو پارلیمنٹری حکومت عطا کی وہ بہت خوشحال اور ترقی یافتہ ہو گئی ہیں۔ مصر کو متمتع ہونے کا موقعہ دیا جاوے مصری قوم کی آیندہ زندگی اور خوشحالی کا مدار اسی قائم مقام حکومت پر ہے اور اگر دولت انگلشیہ ہماری بہی خواہ ہے اور ہم کو ظالموں کے چنگل میں پھنسانا نہیں چاہتی تو اس کا عملی ثبوت اس طرح مل سکتا ہے کہ وہ مصر کو پارلیمنٹری حکومت عطا کرے۔ (پیسہ)

عثمانی تجارت

اخبار اقدام (ترکی) نے ایک طویل آرٹیکل میں بڑی خوبی کے ساتھ عثمانی بحری تجارت کی کمزوری عیان کر کے سلطنت اور قوم کو اس کی درستی اور اصلاح ... توجہ دلائی ہے۔ وہ لکھتا ... سلطنت ... بحری ... حسب حال بحری طاقت کی طلبگار ہے۔ بحری تجارت کی خدمت کا بڑا حصہ بادبانی کشتیوں اور جہازوں پر موقوف ہے کیونکہ قریب قریب کے ساحلی مقامات پر مال کا لانا اور لے جانا انہی کشتیوں کا کام ہوتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے ایسی کشتیوں اور جہازوں کے لئے کافی تعداد کے محفوظ گھاٹ موجود نہیں ہیں جن میں طوفان کے وقت انہیں پناہ مل سکے۔ علاوہ بریں چونکہ جہازوں اور کشتیوں کے مالک تاجر لوگ نہیں ہیں۔ اس لئے تجارت میں جس کفایت شعاری کی ضرورت ہے۔ اس سے یہ لوگ بالکل ناواقف ہیں اور اپنی گرانی کرایہ و تاخیر سفر سے کاروبار کو پنپنے نہیں دیتے حکومت سنیہ نے جہازرانوں کو بغرض مرمت سرکاری جنگلات سے مفت لکڑی کاٹنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ مگر جہازران اس استحقاق سے ناجائز فایدہ اٹھاتے ہیں۔ اس لئے ضرور ہے۔ کہ آیندہ ان کے معتمد ہونے پر زیادہ زور دیا جاوے اور جہازی بیمہ کی ایک کمپنی بھی قائم ہو۔ اس سے دولت عثمانیہ کی بحری تجارت کو بڑا فایدہ پہنچے گا۔

یادرفتگان

اہل مصر مرحوم احمد منشاوی پاشا بے مثل مخیر کی برسی کرنے اور بہی خواہان قوم کو یاد تازہ کرتے رہنے کی فکر دل میں مصروف ہیں۔

علمی دنیا

دولت عثمانیہ نے ارادہ کیا ہے کہ بغداد سے موصل تک اور بصرہ سے مسکنہ تک اسٹیمروں کی آمد و رفت کا سلسلہ قائم کیا جاوے اسی لئے صدراعظم نے گورنر بغداد کو ہدایت فرمائی ہے کہ کپتان زکی بک اور مسیو وجل کو دجلہ اور فرات دونوں دریاؤں کی دیکھ بھال کے لئے بھیجیں اور یہ دونوں شخص علم ہندسہ کی رو سے ان کی حالت کو جانچ کر رپورٹ پیش کریں ... ... ہے ...

انتخاب الاخبار

طاعون کا کیڑا جب یہ مرض ہانگ کانگ مین پھیلا تو وہان گورنمنٹ نے ایک جاپانی ڈاکٹر کو جانچ اور تحقیقات کے لئے روانہ کیا۔ اس نے طاعونی مردون کی اندرونی گلٹیون کی اندرونی تشریح کی اور ان مین ایک گاڑھی چیز بھری ہوئی پائی۔ جس مین بے شمار پتلے پتلے سفید شیشون کی طرح کی شے تھی اور اسی کو آجکل ڈاکٹر طاعون کے کیڑون کے نام سے موسوم کرتے ہین یہ کیڑے قد وقامت مین اس قدر چھوٹے اور باریک ہوتے ہین کہ سینکڑون سوئی کی نوک پر آجاتے ہین۔ مگر نشو و نما کے زمانہ مین کبھی بڑے اور کبھی چھوٹے ہو جاتے ہین اس امر کی نسبت یہی کیڑے طاعون کی بنیاد ہین۔ جاپانی پروفیسر "کیٹی ٹسینٹو" اور دوسرون کی تحقیقات کا ماحصل یہ ہے۔ کہ ان کیڑون کا طاعون سے ضرور تعلق ہے۔ اس لئے کہ اوّلاً تو یہ ہر طاعونی مرض پر مین پائے گئے۔ دوسرے اگر ابتدا ءً نمایان نہ ہون۔ تو بیماری کے کسی درجہ مین ضرور دکھائی دیتے ہین۔ حالانکہ تندرست آدمیون مین ان کا کوئی وجود موجود نہین ہوتا اور نہ ہی بیماریون مین پائے جاتے ہین۔ جب کوئی شخص پہلے بیمار ہوتا ہے تو کیڑے ان گلٹیون مین پائے جاتے ہین۔ جن مین تکلیف زیادہ ہوتی ہے اور جیسا جیسا بیماری کا زور ہوتا ہے۔ کیڑے بدن کی اور گلٹیون مین پھیلتے جاتے ہین اور نہایت سخت حالت مین جبکہ مریض قریب المرگ ہو جاتا ہے۔ تو جسم کے تمام خون مین بھر جاتے ہین۔ نہایت غور اور احتیاط تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ کیڑے جاندار ہین اور بعض حالتون مین بہت جلد اور تعداد کثیر پیدا ہونے کی طاقت رکھتے ہین اور جب دیکھا جاتا ہے۔ کہ طاعون ... اور ایک مکان ... وقت ہے۔ اب یہ دریافت ہوا ہے۔ کہ ان کیڑون مین ایک طرح کی نباتاتی خاصیت ہے اور جس طرح ایک کاشتکار ایک کھیت کو بیج کی پیداوار کے لئے موزون خیال کرتا ہے۔ اور دوسرے کو فصل خریف کے لئے اسی طرح طاعونی کیڑے کی نسبت یہی کہا جاتا ہے۔ کہ اسے کہان نشو و نما حاصل ہوگی۔ پروفیسر "ہافکن" کا بیان ہے کہ جس زمین پر طاعونی کیڑون کی پرورش بنظر تحقیقات کی گئی ہے۔ اگر اس جگہ تھوڑا سا گھی یا مکھن لگایا جاوے۔ تو یہ کیڑے بڑی تعداد مین بڑھ جاتے ہیں لیکن یہ ترقی بڑی تعداد اس پہلو سے نہایت حیرت انگیز ہے کہ اور کوئی کیڑا مکھن یا گھی کی آمیزش سے نہین بڑھتا ہے۔ پروفیسر ہافکن کے گھی ملانے کے اثر کو معلوم کیا اور یہی ان کے طاعونی ٹیکے کی بنیاد ہے۔ جسے وہ اپنی رصدگاہ بمبئی مین طیار کرتے ہین (رئیس)

انگلینڈ مین عورتون کی کثرت ۔ لنڈن نیوز کمال تشویش کے ساتھ قوم کو دو وحشت انگیز آفتون سے متنبہ کرتا ہے۔ لکھتا ہے کہ اب اس بات مین کوئی شک باقی نہیں کہ دیوانگی روز بروز ملک انگلینڈ مین ترقی کرتی جاتی ہے۔ دیوانون مین یوماً فیوماً اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ جو لوگ عرصہ تک پاگل خانون مین زیر علاج رہنے کے بعد شفایاب ہو کر نکلتے ہین۔ گو بظاہر ہر طرح صحیح معلوم ہوتے ہین۔ مگر دراصل صحیح نہین ہوتے ان کے دماغون مین مادہ جنون پیدا ہوتا ہے اور اسکے سبب سے اعادہ مرض ممکن ہے موجود اعصابی امراض متوارث ہوتے ہین اور جنون ہی اعصاب کی خرابی سے پیدا ہوتا ہے اور جو دیوانے بظاہر صحت یاب ہو کر پاگل خانون سے نکلتے ہین۔ باسانی شادی کر لیتے ہین اور کوئی قانون ان کو شادی سے مانع نہین ہے پس اسکا لازمی نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ مادہ جنون نسلاً بعد نسلاً منتقلاً ہوتا جاویگا اور ایک زمانہ مین ملک دیوانون سے پر ہو جاویگا ہے۔ کہ بے شغلون کی ... ہین کام کرنے کے قابل ہین۔ کام ان کو دیا جاتا ہے اور اجرت معقول دی جاتی ہے۔ مگر یہ لوگ کام نہین چاہتے مگر گداگری اور بے فکری سے اوقات بسر کرنا چاہتے ہین۔

اس کے بعد اخبار مذکور سوال کرتا ہے۔ کیا انگلش گورنمنٹ ویسا ہی قانون ملک مین نافذ نہین کر سکتی جیسا کہ دوسرے ممالک مین نافذ ہے۔ یعنے ایسے لوگون سے بزور کام لیا جاوے۔ اور مطلقاً ان لوگون کو خیرات نہ ملنے پاوے (یونین گزٹ)

جاپان کا پولیس اور قیدخانے ۔ دنیا بھر مین سب سے اعلیٰ پولیس جاپان کی ہے۔ جاپان کے قیدخانے بھی سادگی اور عمدگی مین اپنا نظیر نہین رکھتے۔ فرض کرو۔ کہ ایک باغ ہے۔ کہ جس مین چھوٹے چھوٹے درخت اور دیوار کی جگہ کانٹے دار جھاڑیان لگ رہی ہین۔ اس کو جاپانی جیل تصور کر لو۔ چھوٹے چھوٹے مکانات مین کسانون کی طرح رہتے ہین ہوئے آپ کو انسان ملین گے ان کو جاپانی قیدی سمجھ لو۔ ہر ایک قیدی اپنی بدنی طاقت کے مطابق کام کر رہا ہے۔ بعض تو چاول چھڑ رہا ہے اور یا پیس رہا ہے۔ بعض کالے رنگ کا گاڑھا بن رہا ہے بوڑھے اور ضعیف قیدی کا غذ بنا کر رہے ہین تمام کو کمائی مین سے فیصدی نفع ملتا ہے۔ نوجوان قیدی اسکول مین باقاعدہ تعلیم پا رہے ہین۔ قیدیون کا انتظام فوجی انتظام کا سا ہے۔ لیکن اس انتظام کا مدعا یہ ہے کہ قیدیون کی اصلاح ہو سکے۔ جب کسی قیدی کو رہائی ملتی ہے۔ تب اُس کے دوستون اور خاندانی لوگون سے اس بات کا قرار کر لیا جاتا ہے کہ وہ اس کی نیک چلنی کے ذمہ وار ہون گے۔ (یونین گزٹ)

یکم دسمبر سے صرف لاہور اور امرتسر کے درمیان اور ٹرینین آمد و رفت کرین گی۔"

شہر سیالکوٹ کی کنک منڈی مین آگ سے چار دکانین جل گئین۔

پنجاب مین تاکید کی گئی ہے کہ تمام سکولون کے احاطون مین پیڑ سبزی وغیرہ کی آرائش کا خیال رکھین۔

پچھلے ہفتے ہندوستان مین طاعون کی ۴۷۲۶ واردات تھین۔ اور قریب پانچہزار فوتیان (۴۷۹۴)

پچھلے ہفتے پنجاب مین طاعون کی ۱۲۸۵ فوتیان تھین۔ صوبجات متحدہ مین ۷۵۶ ۔ لدھیانہ مین ۲۸۵

فصل دین

نمبر ۱

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم - بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم - والصَّلوٰۃ والسَّلام علیٰ محمّد وآلہ واتباعہ اجمعین اللّٰھم ارنا الحق حقاً والباطل باطلاً - رَبِّ اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی -

مکرمی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - ایک رسالہ الہامات نام ہو باطل کے حامی امرتسری مولوی کی طرف سے سنہ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا تھا - ڈیڑہ ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس خاکسار کی نظر سے گزرا - کسی خاص تحریک کی وجہ سے دل میں آیا کہ مختصراً مصنف صاحب کی استدعا پر اپنی رائے کا اظہار کروں - اسی اثنا میں پتہ لگا کہ اسی رسالہ کا نیا ایڈیشن شائع ہوا ہے - میں نے اس کو بھی منگوایا مگر بعض مشاغل کی وجہ سے مجھے آجتک فرصت نہ ہوئی - کہ میں اس کا مطالعہ بھی کر سکتا - مگر الٰہی حکمت سے باوجود میری اس قدر مصروفیت کے دل میں ایسی تحریک بار بار ہوتی ہے کہ میں اپنی علمی اس بے بضاعتی کی حالت میں بھی رسالہ ہذا پر جو کچھ فہم میں آئے ناظرین کے سامنے پیش کروں آجتک سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اہل علم بزرگوں میں سے کسی نے بھی اس رسالہ کے جواب پر قلم اُٹھانا غیر ضروری سمجھ کر توجہ نہیں فرمائی - مگر میں نے ان تیز اور قوی تحریکات کو اس حکیم خدا کے پُر حکمت ارادہ کا یقین کر کے حُسن نیّت سے چاہا - کہ حسب موقعہ فرصت وقتاً فوقتاً اس پر کچھ لکھدیا کروں - آج مجھے قدرے فرصت ملی ہے - بتوفیق الٰہی اس مضمون کا پہلا نمبر ہدیہ ناظرین ہے - آپ اس کو طبع فرما دیں -

خواب باطل | اے گرفتار ہوا در ہمہ اوقات حیات باچنین نفس لعین چون رسدت زدعوٰی

مولوی صاحب - پیشتر اس کے کہ موضوع کتاب پر نظر کروں آپکے اس رؤیا کے متعلق جس کو جناب نے دیباچہ میں درج فرما کر قابل ملاحظہ دیباچہ قرار دیا ہے - تھوڑا سا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں -

(آپنے لکھا ہے کہ استخارات کے بعد میں نے خواب میں جناب مرزا صاحب کو دیکھا کہ آپ ایک سفید فرش پر بیٹھے ہیں مگر تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ آپکا لکھنؤ کے شہدوں کی طرح سکڑا ساچہرہ رگڑ کر کتری ہوئی داڑھی ہے - جس کی تعبیر آپکے ذہن میں یہ آئی ہے - کہ در انجام اچھا نہیں" اس خواب اور اس استخارہ کے افترا ثابت کرنے کے لئے مجھے اپنی طرف سے بیان کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں بلکہ آپ کے رسالہ کے متضاد اور متناقض بیان جو اسی موقع پر مضمون خواب میں لکھے گئے خود صاف شہادت دیتے ہیں کہ آپنے ورغ مصلحت آمیز سے کام لے کر اس خواب کا افترا کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے - کہ آپ کو خدا پر بھی ایمان نہیں کیونکہ جس شخص کو خدا پر ایمان ہوتا ہے - وہ ایسی جرأت اور بے باکی سے اللہ تعالےٰ پر جہوٹ نہیں بول سکتا (۴۹) خدا کے لئے آپ غور کریں کہ آپکے نزدیک جیسا کہ رسالہ ہذا سے جا بجا معلوم ہوتا ہے - حضرت مرزا صاحب کے متعلق یہ امر ایمانی اور فیصلہ شدہ قرار پاچکا ہے کہ یہ حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ سراسر نصوص شرعیہ کے خلاف ہے اور مرزا صاحب کے معاملہ میں کسی خواب یا استخارہ پر اعتبار کرنا دعوی مساوات معصوم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے برابر ہے"۔

آپ کے اس بیان کردہ اور شائع شدہ اعتقاد کے ہوتے ہوئے جناب کا یہ لکھنا کہ میں نے رنج اور کدورت سے دور ہو کر جناب باری میں دعائیں کیں کہ مجھ پر حضرت مرزا صاحب کے متعلق انکشاف ہو جائے - کس قدر صریح جھوٹ اور بے ایمانی ہے آپ نے اس جگہ اپنی ان دو متناقض تحریروں کو پبلک کے سامنے پیش کر کے اپنی اُس کامل دجالیت کا ثبوت دیا ہے - جو آپ کا فطری اور دائمی وتیرہ ہے - ایک طرف سب سے پہلے اپنا فیصلہ شدہ اعتقاد آپ یہ بیان فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب کے معاملے میں کسی خواب یا استخارہ کا اعتبار کرنا انبیاء علیہم السلام کی برابری کا دعوےٰ ہے + اور دوسری طرف آپ یہ کہتے ہیں کہ انکشاف ہمہ کے لئے میں نے استخارات سے کام لیا - حالانکہ ایسے انکشاف آپ کے اعتقاد کے بموجب سراسر فضول اور محض بے حقیقت ہیں - پھر وہ کیا انکشاف تھا جس کیواسطے استخارات کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ سے التجائیں کرنا بیان فرماتے ہیں کیا یہ آپکا ایمان تھا کہ اگر حضرت مرزا صاحب کی تصدیق اور تائید کے متعلق کوئی رؤیا یا الہام یا کشف ہوا تو میں اس عدم اور مطابع انسان کے دعاوی پر صد قدل سے ان بے ایمانیوں کو چھوڑ کر ایمان لے آؤنگا - نہیں اور ہرگز نہیں - آپ نے عوام کو جس جال میں دہوکے سے پھنسانا چاہا ہے - وہ یہ ہے - جو آپ کی آسا رسالہ کے متعدد موقعوں پہ پایا جاتا ہے - اور جس کا مفہوم آپ کے لفظوں میں یوں ہے - " اس خواب کے بیان کرنے سے (جس کو آپ نے اللہ تعالیٰ پر افترا بنایا ہے) میرا صرف یہ منشا ہے کہ جو لوگ مرزا صاحب کے دعوٰں کو اپنے خوابوں کی بنا پر مان لیتے ہیں ان کو مطلع کروں کہ جس طریق سے آپ منزل مقصود پر پہنچنے کے مدعی ہیں وہ موصل الی الحق نہیں"

پھر آپ لکھتے ہیں - کہ اہل علم میری اس حرکت (یعنی "استخارہ") پر ہنسیں گے - کہ میں نے ایک بے ہودہ

+ اہل حدیث ہونے کا دعوےٰ اور استخارات اور رؤیا کے متعلق یہ گندہ اعتقاد کہ یہ سراسر بیہودہ اور لغو حرکتیں ہیں - اسلام کے بہت سے مسائل جن کی بنا رؤیا پر اور استخارات پر رکھی گئی - آپ کے نزدیک باطل معلوم ہوتے ہیں -

---

ؤ ہاں دلائل کے غور و فکر کے بعد بہت سے لوگوں نے جناب باری تعالےٰ میں دعائیں کیں اور ارشاد ہے الرؤیا الصالحۃ بشریٰ من اللّٰہ اور من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل بی کے مطابق جناب الٰہی کی طرف سے انشراح صدر ہوا - جس پر امرتسری ملاں جھنجھلا اوٹھا کر اپنی حدیث دانی کا ثبوت دیتا ہے

منہ

حرکت کی۔ کہ معصوم کے کلام پر غور کرنے کی بجائے اتنے دنوں تک الہام وکشف کا منتظر رہا اس عبارت میں آپ خواب اور استخارہ کو ایسی لغو حرکت قرار دیتے ہیں۔ جو آپ کو اہل علم کے مضحکہ کا موجب معلوم ہوتی ہے۔ اس اعتقاد کے ساتھ کیا کوئی سلیم الفطرت انسان آپ کے اس بیان کو کہ میں نے مرزا صاحب کے متعلق انکشاف حق کے لئے رنج اور کدورت سے پاک ہو کر دعائیں کیں۔ قابل تسلیم قرار دے سکتا ہے۔ جس شخص کے دماغ میں اس قسم کے عقائد موجود ہوں۔ اس بھلے مانس سے یہ توقع ہو سکتی ہے۔ کہ مرزا صاحب کے متعلق حضور باری میں تضرع وزاری اور صدق دل سے انکشاف کا طالب ہوا ہو۔ جب یہ امر آپ کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ نے کوئی استخارہ نہیں کیا۔ اور نہ کوئی خواب دیکھا۔ کیونکہ آپ کے اعتقاد میں استخارات اور خوابیں ایسی بیہودہ اور ناقابل وثوق چیزیں ہیں۔ کہ آپ اس کو قریب قریب دعوے نبوت کے یقین فرماتے ہیں تو آپ کا اس کے برخلاف یہ لکھنا کہ میں نے حسب تحریر حضرت مرزا صاحب مندرجہ رسالہ نشان آسمانی استخارہ کیا ہے اور اس پر رؤیا کے ذریعہ انکشاف ہوا ہے۔ جس کو آپ نے رسالہ میں درج فرمایا ہے کس قدر کذب صریح ہے۔

(۳) بالفرض اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ آپ نے الہیہ ہدایت پر عمل نہیں کیا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ پر افترا کیا ہے۔ اور یہ خواب آپ کی سچی ہے۔ تو بھی یہ تعبیر جو آپ نے کی ہے۔ آپ ہی کی مسلمات سے غلط ثابت ہوتی ہے۔ مرزا صاحب کے متعلق آپ نے جو فیصلہ کیا تھا۔ اور جس کی تصدیق کے لئے آپ نے یہ استخارہ کر کے خواب دیکھنے کی سعی اور کوشش کی۔ وہ اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ آپ کی رؤیا حدیث النفس کے سوائے کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا۔ فرمان نبوی ہمیں اس بات سے روکتا ہے۔ کہ ہم آپ کے خواب کو اضغاث واحلام کے درجہ سے بڑھ کر کچھ وقعت دیں۔ بشمول حدیث نفسہ'' کا اصول پیش نظر رکھ کر آپ کی نہیں بتائیں۔ کہ آپ نے کس معیار سے اس رؤیا کو اور اس کی اس تعبیر کو جو آپ کے خیال میں آئی صحیح سمجھا ہے اس رؤیا کے حدیث النفس ثابت کرنے کے لئے یہ امر کافی ہے۔ کہ آپ جس شخص کے متعلق حق وباطل کا علم اللہ تعالیٰ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے متعلق آپ پہلے ہی اپنے دماغ میں یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ وہ باطل پر ہے اور اس کے علاوہ یہ امر بھی آپ کے یقین میں تھا کہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق کوئی مصدقہ رؤیا قابل وثوق نہیں۔ [illegible] آپ نے اس استخارہ کا ارادہ فرمایا ہے۔ اس کا بیان آپ کے لفظوں میں یوں ہے (کہ میری نیت اس سے یہ ہے کہ جو لوگ مرزا جی کے دعووں کو اپنی خوابوں کی بنا پر مان لیتے ہیں ان کو مطلع کر دوں کہ جس طریق سے آپ منزل مقصود پر پہنچنے کے مدعی ہیں وہ موصل نہیں ہے۔)

حق پوش عالم [illegible] کو ایک [illegible] حرکت اور اہل علم کے مضحکہ کا موجب قرار دے کر اس مذکورہ بالا [illegible] اللہ تعالیٰ کا کلام [illegible] اور رسول کے متعلق بھی یہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایسا کوئی رسول اور نبی بھی نہیں کہ اس کی یہ حالت ہو۔ کہ جب کوئی تمنا کرے یعنی اپنے نفس سے کوئی بات چاہے۔ تو شیطان اس کی خواہش میں کچھ نہ ملا دے جبکہ کوئی رسول اور نبی اپنے نفس کے جوش سے کسی بات کو چاہتا ہے اور شیطان اس میں بھی دخل دیدیتا ہے۔ تو آپ کی رؤیا اس قدر تلوث نفسانی کے ساتھ ہرگز قابل توجہ نہیں ہو سکتی۔ آیت شریف هل انبئکم علی من تنزل الشیطن۔ تنزل علی کل افاک اثیم''۔ جو آپ کے شایان حال ہے اور حدیث اصدقکم رؤیا۔ اصدقکم حدیثا کو مدنظر رکھ کر فرمائیے۔ کہ آپ کی رؤیا کی تعبیر کس قسم کی ہونی چاہیئے۔ آپ کا کذب ثابت کرنے کے لئے آپ کی کتاب کا یہی مضمون جو خواب کے متعلق جناب نے دیباچہ میں لکھا ہے۔ کافی دلیل ہے۔ کہ آپ نے کس قدر جھوٹ سے کام لیا ہے۔ آپ کے اسی رسالہ کا پہلا ایڈیشن آپ کے ایک اور کذب کو ثابت کرتا ہے۔ جہاں آپ نے لکھا تھا۔ کہ عبد اللہ آتھم ہم سے بذریعہ خط وکتابت پیشگوئی کے بعد بھی بحث کرتا رہا تھا۔ مگر اس ایڈیشن میں اس کو اڑا گئے۔ کہ کہیں اس جھوٹ کی قلعی کھل ہی نہ جائے۔ علم تاویل رؤیا میں تمام راست باز معبرین کا یہ مسلم اصول ہے۔ کہ صالحین عباد اور انبیاء کرام کو رؤیا میں اچھی حالت پر نہ دیکھنا بلکہ [illegible] ان کے مقدس وجود میں کسی نقص کا دیکھنا اس امر کی دلیل ہوتی ہے۔ کہ وہ نقص اس رائی شخص کی حالت میں ہے جس نے ایسا رؤیا دیکھا۔ پادری عماد دین نے سرور کائنات خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو رؤیا میں دیکھا۔ کہ پادریوں نے آپ کو آگ میں ڈال کر اردگرد احاطہ کیا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ بدبخت عیسائی ہو گیا۔ حالانکہ اصول تعبیر کے لحاظ سے اس خواب کی تعبیر بالکل برعکس تھی۔ اسی طرح آپ کی رؤیا کا حال ہے۔ کہ آپ کے شیشہ دل کی طرح سکڑا ہوا چہرہ اور داڑھی بالکل بگڑ کر کتری ہوئی۔ رؤیا میں دیکھنا آپ کی حالت کا آئینہ تھا۔ جس قدر آئینہ مصفےٰ ہوتا ہے اسی قدر صفائی سے اصل صورت کا عکس پڑتا ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا مقدس وجود آپ کو ایک آئینہ کی طرح نظر آیا۔ جس میں آپ کو اپنی صورت نظر آئی آپ [illegible] نے اپنے اس رسالہ میں حضرت مرزا صاحب کے متعلق یہ لکھتے ہیں۔ کہ مجھے مرزا صاحب ایک سفید فرش پر بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ مگر جب آپ کا (مولف رسالہ الہامات) ناپاک عکس اس مصفےٰ آئینہ پر پڑا۔ تو آپ کی صورت اس میں نمودار ہو گئی۔ اگرچہ نقشہ حضرت مرزا صاحب کی حالت کا تھا تو [illegible] رؤیا میں آپ کو حضرت مرزا صاحب اپنے اصل مقدس وجود کیساتھ

سفید فرش پر بیٹھے ہوئے نظر آتے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ کدورت جو آئینہ میں نظر آئی ہے کسی خبیث نفس کے اندرونی حالات کا انکشاف تھا۔

اب یہ امر قابل غور ہے کہ خود جناب کو لکھنو کے شہدون کے ساتھ خاص کیا مناسبت ہے جس کی وجہ سے آپ کی حالت اس صورۃ خاص پر اس آئینہ میں نمودار ہوئی۔ اس کیلئے ہم آپ کے سامنے سردست آپ ہی کی ذات کو بطور گواہ پیش کرتے ہین۔ اگر آپ لکھنو کے شہدون کے ساتھ اپنی مناسبت سے انکار کرینگے یا کوئی عذر پیش کرینگے تو ہم خود بشرط ضرورت اگر مناسب ہوا تو حسب اقتضائے موقعہ ذیل کی تین قسم کی شہادتین بطور مشتے نمونہ از خروارے اختصار کے ساتھ پیش کردینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جہانتک ہمارا یقین ہے آپ کو ان شہادتون کی موجودگی مین کوئی عذر نہ ہوگا۔ ہان اس پر بھی اگر آپ کے منہ دبا ہماری پیش کردہ شہادتین ناکافی ثابت ہون۔ تو آپ ہم کو اور شہادتین پیش کرنے کے لئے بھی تیار پائینگے۔

ہماری ہرسہ موعودہ شہادات تفصیل ذیل ہونگی

(۱) پہلی شہادت تو آپ کے سکنہ بلدہ اور لاہور شہر کی ہوگی۔

(۲) دوسری شہادت آپ کی تصانیف سے پیدا کردہ اور اس کے ساتھ اہل ملک کی تائیدات

(۳) تحصیل علم و ہنر کے زمانہ کی شہادت ہوگی جس کو ہم شہادت سمعی سے نامزد کرینگے۔ بوجہ اس کے کہ آپ کے بچپن کے زمانے مین آپ سے ہمین ذاتی نیاز حاصل نہین تھا۔ اس لئے ہم عینی شہادت پیش کرنے سے معذور ہین۔

نوٹ قابل غور۔ ہان مولوی جی آپ تو ختم نبوت کے قائل تھے۔ آپ نے کیسے اپنے استاد (من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ) کی طرح نبوت کو رنگ جمایا ہے٭

٭ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے نابینا استاد حافظ عبد المنان وزیر آباد کے رہنے والے ایک

نبوت کے مستحق اخبار اور ہیان کئے ہین اور یہ دونو کام آپ نے اس رسالہ کے ذریعے کئے ہین۔ کیونکہ آپ خود قبل از وقت یہ پیشگوئی شائع کرتے ہین۔ جو نبیون کی شان ہے کہ (مرزا جی کا انجام اچھا نہ ہوگا) اور پیر پیر گولڑوی کی ایک پیشگوئی کی تصدیق کرکے اس کی نبوت کے بھی قائل ہوئے ہین۔ اگر انکار ہو۔ تو آپ اپنے رسالہ الہامات کے تیسرے ایڈیشن کے صفحہ اول کو ملاحظہ فرمادین جہان پیر جی کی پیشگوئی اور اپنی تصدیق نقل فرمائی ہے۔ پیر صاحب کی پیش گوئی کے یہ لفظ ہین۔ (اس رسالہ کے ملاحظہ سے مرزائیون کے دل مین رعب ڈالا جائے گا۔)" اور آپ کی تصدیقی عبارت یون ہے کہ حضرت پیر صاحب کی یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ کہ مرزا جی باوجود انعام کے اس رسالہ کا جواب نہ دے سکے۔ آپ کی دو پیشگوئیان اسی رسالہ مین اور بھی ہین جس کا بیان ٹائیٹل پیج کے صفحہ اول پر تیسرے ایڈیشن مین پیشگوئی کے طور پر یون کیا ہے کہ "فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ"۔ اور دوسری پیشگوئی کا ذکر رسالہ ہذا کے صفحہ وسط پر جناب نے ان لفظون مین کیا ہے "لیکن یہ بھی پیشگوئی کے طور پر ہم کہتے ہین کہ کسی مرزائی کو اس طریق سے مباحثہ کرنے کی جرأت نہ ہوگی" (باقی دارد)

٭ بقیہ حاشیہ۔ تازہ اشتہار مین لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ تمام لوگ جو قرآن کریم اور حدیث کا درس دیتے ہین وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے محبوب کے منصب نبوت کو جو نبیون کا کام ہے۔ اپنے ذمہ پر اٹھائے ہوئے ہین جس کا صاف مفہوم یہ ہے کہ ایکدم بھی ادعائے نبوت کا دعویٰ ہے نیز۔ مولوی صاحب نے اپنے ایک رسالہ مین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کئی مشابہتون کا اپنے وجود مین ذکر کرکے نبوت کی پٹری جمائی ہے۔ منہ

وصیت

من کہ محمد مصطفےٰ ولد میان کریم بخش صاحب قوم لوہار ساکن موضع چہاپہ تحصیل و ضلع لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضا مندی سے آج بتاریخ یکم جنوری ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہون اور لکھدیتا ہون کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔ جو مین اپنی قلم سے خود لکھدیتا ہون۔

(۲) مین اقرار کرتا ہون کہ مین حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود کے رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہون اور ان کا مرید اور پیرو ہون۔

(۳) مین اقرار کرتا ہون کہ مین نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ مین ان ہدایات کا جو اس مین درج ہین۔ پابند ہون اور ایسا ہی مین ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئی یا آئندہ شائع ہونگی۔ مین ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط قواعد اور شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا مین پابند رہینگے۔

(۴) میری جائداد جو اس وقت حسب ذیل ہے۔ بائیسکل نوین چھبیس ۲۶ عدد اور تمام پرزہ جات بائیسکل اور سوئنگر مشین کے متعلق اور کچھ زیورات وغیرہ وغیرہ جس پر اس وقت میرا مالکانہ قبضہ ہے اور اس جائداد مین میرا کوئی شریک نہین۔ مین آج کی تاریخ اس جائداد کے ۱/۳ حصہ کے متعلق یہ وصیت کرتا ہون۔ کہ میری یہ جائداد جو اس وقت جس کی قیمت تقریباً چار ہزار پانسو روپیہ ہے۔ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی جاوے انجمن مذکور کا اختیار ہوگا۔ کہ میرے مرنے کے

بعد اس جایداد کو میری بقیہ جایداد سے الگ کر یا اُس مین شامل رہنے دے یا اس کو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے تو اس وصیت کردہ جایداد سے مفاد اٹھاکر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جایداد کی مالک متصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی۔ میری اس وصیت کردہ جایداد سے کوئی تعلق نہین۔ اگر میری جایداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے۔ تو اس کی مالک بھی انجمن مذکور ہے۔ بحساب ⅒ حصہ کے۔ اگر خدانخواستہ میری جایداد مذکور کسی وجہ سے کم ہو جاوے۔ تو ہر حالت مین انجمن احمدیہ ⅒ حصہ اس کے کی حقدار سمجھی جاوے گی۔ جو جایداد میرے مرنے کے بعد ترکہ ہوگا۔ میری طرف سے ایک عرض ہے اگر میری اولاد اس وقت مین میرے مرنے کے بعد یہ درخواست کرے۔ ترکہ جایداد ⅒ جو ہو اس کی قیمت علاوہ پختہ طور پر تحریر کرا کے ایک سو روپیہ ماہوار انجمن احمدیہ لیتی رہے۔ جب تک وہ تعداد پوری نہ ہو جاوے۔ یہ اس حالت مین ایسی بات اختیار کی جاوے کہ جس حالت مین میری اولاد کی طرف سے کوئی معتبر اور پختہ ضمانت دینے کو طیار ہو۔ تاکہ بعد اس کے کوئی کسی طرح کا دہوکا صدر انجمن احمدیہ کے ساتھ نہ ہو۔ اس درخواست کی منظوری پر موقع انجمن احمدیہ کے اختیار مین ہوگا۔ اس کے علاوہ تمام مال میرا حسب ہدایات قرآن مجید کے تقسیم کیا جاوے۔ اگر مین کسی جنون مین آکر یا کسی کے دباؤ مین یا کوئی اور وجہ سے وصیت کر دی یا آیندہ کردون اور وہ قرآن مجید کے خلاف ہو تو وہ ناجائز سمجھی جاوے۔ ہان اگر جس کے نام کی دیگر کوئی وصیت مین لکھون اور واقع اس آدمی کا بموجب فی موقعہ قرآن کے حق ہے۔ تو جسقدر قرآن مجید کی حکم کی اس کو دینی طور پر مناسب اجازت دین۔ حقدار بن سکتا ہے۔ مین نے ایک عورت کے نام وصیتہ پانسو روپیہ کے متعلق کی تھی۔ اور بعد اس کے مجھ کو معلوم ہوگیا کہ سوائے محل کے خرچ کر گئی ہے۔ سو وہ وصیت مین فسخ کرتا ہون۔ اور میرے مرنے کے بعد انجمن احمدیہ کو اپنا منفعت اور امین قرار دیتا ہون۔ جو اس وقت درمیان ہو کہ میری اولاد یا اور کوئی وارث ہو۔ عمدہ راہ اختیار کراوے جس مین انہون کے ذلیل ہونے کا خطرہ نہ رہے اور وقتاً فوقتاً میرے تمام بھائی احمدی نگاہ رکھین۔ جزاکم اللہ خیراً۔

(۵) مین اقرار کرتا ہون کہ بعد مین کوئی جایداد اور ماسوائے جایداد مذکورہ کے میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جایداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہ وصیت ہے۔ کہ جس کا مفصل ذکر مین نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ مین وصیت کیا ہے۔ مین ایسی کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) مین یہ بھی وصیت کرتا ہون کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر مین قادیان مین فوت نہ ہون تو احمدی جماعت میری نعش ایک صندوق مین بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہین یا آیندہ شائع ہون گی۔ دارالامان قادیان مین پہنچا دے اور وہان مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز وتکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہان دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہون۔ ان اخراجات کی متکفل میری یہ جایداد وصیت کردہ جس کا ذکر مین نے فقرہ نمبر ۴ و ۵ مین کیا ہے ہرگز نہین۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کرکے مین رقم مذکور کو مجلس کے حوالہ کر دون گا۔ جس کا اعلان مجلس مذکور کی طرف سے مین کرا دون گا اور اگر اُن اخراجات کے لئے مین کوئی رقم اپنی زندگی مین الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم اداکردہ ان اخراجات سے کم ہون تو میری دیگر متروکہ جایداد جو یہ وصیت کردہ جایداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کی متکفل ہوگی اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہون گے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہون گے اور میرے پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جایز ضرورت شرعی سمجھین گے

(۸) مین بھی اقرار کرتا ہون۔ کہ مین نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اس وقت علم نہین میری نعش مقبرہ بہشتی مین دفن نہو سکی۔ تو اس صورت مین بھی میری یہ وصیت جو مین نے اپنی جایداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ مین کیا گیا ہے درست اور قائم رہے گی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی مین پہنچانے کی کوشش کی جاوے بغیر اجازت مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش کو اور کہین دفن نہ کیا جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ پر دفن کی جا سکتی ہے۔

(۹) اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی مین نہ دفن ہو سکی۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش مین جمع کرا چکا ہون گا یا میری جایداد متروکہ سے وصول ہوئے تھے اس کو بھی وصول اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا بلکہ مجلس کو ہوگا۔

العبـــــــــد

محمد موسیٰ بقلم خود یکم جنوری سنہ ۱۹۰۶ء

گواہ شــــــد

عبداللہ ولد نہتو سکنہ موضع جہاپہ عالوالہ ریلوے ورکشاپ

گواہ شــــــد

شاہدین ولد مولابخش سکنہ مادو ملازم ریلوے ورکشاپ

وصیّت

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ و اصحابہ اجمعین۔

امّا بعد۔ (۱) مین مسمی شاہدین ولد میان شیخ احمد صاحب مرحوم قوم علما ر اصل وطن موضع ساہووال۔ تحصیل ڈسکہ۔ ضلع سیالکوٹ حال اسٹیشن ماسٹر نارتھ ویسٹرن ریلوے متعینہ اسٹیشن لارنس پور ضلع اٹک۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی

سے آج بتاریخ ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شائع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ میں ان تمام ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ بحول و قوت تعالیٰ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند ہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئے یا آئندہ شائع ہوں گے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد اور شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جائیداد اس وقت وہ روپیہ نقد ہے جو نارتھ ویسٹرن ریلوے کے پراویڈنٹ انسٹی ٹیوشن میں میرے نام کا زیر ڈیپازٹ اکونٹ نمبر ۱۸۱۲ جمع ہے۔ جس کی تعداد ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء کو بموجب اطلاع ڈیپازٹ اکونٹ ۳۶۶ روپیہ ۱۰ آنہ ۳ پائی تھی اور جو ملازمت کے ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہے۔ اس جائیداد میں میرا کوئی شریک نہیں۔ میں آج کی تاریخ اس جائیداد کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس جائیداد کا [illegible] حصہ اغراض و مقاصد صدر انجمن احمدیہ میں صرف کیا جاوے۔ اور باقی روپیہ دو تہائی بعد ادائے قرضہ جو میرے ذمہ ثابت ہو ورثاء پر بموجب احکام شریعت اسلام تقسیم کیا جاوے مگر چونکہ میرا ارادہ ہے۔ کہ میری تمام وصیت کا عملدرآمد صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ہی معرفت و نگرانی میں ہو۔ لہذا میں نے فارم آف ڈیکلیریشن سکرٹری انجمن مذکور کے نام مرتب کر کے ریلوے پراویڈنٹ انسٹی ٹیوشن میں داخل کر دیا ہے اور اس کی ایک نقل بہ دستخط خود شامل وصیت ہذا کر دی ہے۔ تا کہ اس کے مطابق یہ روپیہ جائیداد انجمن مذکورہ بالا خود ہی ریلوے سے وصول کرے۔ اور خود ہی حسب وصیت تقسیم کرے میرا کوئی وارث خواہ احمدی یا غیر احمدی ہو میری اس وصیت کردہ جائیداد میں مداخلت کرنے کا مجاز نہیں۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد مذکورہ بالا جائیداد کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد ماسوائے جائیداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جائیداد بالاضافہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق نمبر ۴ وصیت کیا ہے۔ میں ایسی جائیداد کو وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ البتہ میرے مرنے کے بعد جو زیورات وغیرہ میری زوجہ کے قبضہ میں ہوں۔ وہ میری جائیداد متروکہ میں متصور نہ ہوں کیونکہ ان کی وہ ہر وقت مالک ہوں گی۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری نعش کو ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شائع ہو چکی ہیں یا آئندہ شائع ہوں گی۔ قادیان دار الامان میں پہنچائی جاوے اور وہاں مجلس کارپرداز مصالح قبرستان کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جس قدر اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کا حسب منشور مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اندازہ کر کے میں ان اخراجات کو علیحدہ مجلس مذکور کے حوالہ کر دوں گا۔ جس کا اعلان بھی مجلس مذکور کی طرف سے کرا دوں گا اور اگر اخراجات کے دینے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا اور ایسا ہی اگر وہ رقم [illegible] وہ اصلی اخراجات سے کم ہوئی۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان ان اخراجات کو اس باقیماندہ ۱/۳ حصہ جائیداد سے جو فقرہ ۴ میں وصیت شدہ ہے پورا کرے۔

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آئندہ سے ناگفتہ جن کی مجھے اس وقت علم نہیں میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائیداد کے متعلق کی ہے اور جس کا ذکر فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے درست اور قائم رہے گی لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک مجلس کارپرداز مصالح قبرستان اجازت نہ دے میری نعش اور کہیں دفن نہ کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر اور کہیں دفن کی جا سکتی ہے

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ نمبر ۸ میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکی۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش جمع کر چکا ہوں گا ان کی بابت صدر انجمن احمدیہ قادیان کو کلی اختیار رہے گا کہ جس طرح مناسب سمجھے انہیں خرچ کرے۔ اب میں اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر اس وصیت کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ میری یہ وصیت رضاء الٰہی کا موجب ہو آمین۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار۔ آمین یا رب العالمین۔ ۲۰ مئی ۱۹۰۶ء

گواہ شد

عبد الرحمان ولد محمد موضع بہبودہ ضلع ہوشیار پور حال سٹیشن ماسٹر لارنس پور بقلم خود

گواہ شد

محمد عالم ولد میاں شاہ محمد مرحوم سکنہ بوڑیاں خورد ضلع سیالکوٹ حال چوکیدار ریلوے لارنس پور بقلم خود

العبد

عاجز شاہدین احمدی سٹیشن ماسٹر نارتھ ویسٹرن ریلوے متعینہ لارنس پور

عیسائیون کی ہمت سے

یسوع مسیح کی صرف ایک ہی

پیشگوئی لفظاً پوری ہوئی

اڈیٹر وہ بھی ہے۔

یسوع نے کہا ہے۔ " مین صلح کے لئے نہین آیا بلکہ تلوار سے کر آیا ہون۔" مین زمین پر آگ لگانے آیا ہون اور مین کیا ہی چاہتا ہون کہ آگ لگ چکی ہوتی ..... کیا تم گمان کرتے ہو۔ کہ مین زمین پر میل کرانے آیا ہون۔ نہین! مین تمہین کہتا ہون بلکہ جدائی۔ کیونکہ اب سے ایک گھر کے پانچ آدمی تین دو کے برخلاف ہون گے۔ اور دو تین کے۔ اور بیٹا باپ سے اور باپ بیٹے سے اور ماں بیٹی سے اور بیٹی ماں سے اور ساس بہو سے اور بہو ساس سے برخلاف ہوگی۔ دیکھو لوقا ۱۲ باب ۵۳ وغیرہ

مسیحی جنٹلمین اکثر اس بات پر زور دیا کرتے ہین۔ کہ ان کے مذہب مین حلم اور بردباری اور انکساری کی ایسی کامل تعلیم ہے۔ جو کسی دوسرے دین مین پائی نہین جاتی اور ان کے خداوند یسوع مسیح نے بھیڑون کی طرح مسکین مزاج اور منکسر الطبع ظاہر کر کے اپنے آپ کو برہ ثابت کر دکھایا اور بہت شد و مد کے ساتھ اپنی اس حلم طبع پر لوگون کو یقین دلانے کے لئے یہ تعلیم سنائی کہ اگر تم کو ایک گال پر کوئی طمانچہ مارے۔ تو دوسری گال آگے کر دو۔

عیسائی دنیا مین یہ ایک ایسی مسلم اور مشہور و معروف تعلیم ہے۔ کہ جس پر ہر فرقہ کا عیسائی بڑا ناز اور فخر کرتا ہے اور مذہبی کارزار کے میدان مین اس جملے کو بطور سپر لے کر طرح طرح کی کارروائیون سے عوام کو دھوکہ مین ڈالنے کے حیلے کرتا رہتا ہے

لیکن اگر غور کیا جائے اور نور قلب اور عقل سلیم کی معیار پر لگا کر دیکھا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ حقیقتاً یہ تعلیم انسانی فطرت کی ضروریات اور لوازمات کو پورا کرنے سے بالکل عاری ہے۔ صرف یہین تک نہین۔ بلکہ نہایت برے درجہ کی دون ہمتی بزدلی۔ بے غیرتی۔ بے عزتی۔ بد انتظامی۔ حق تلفی۔ عذر۔ بے مہری اور ...... وغیرہ سکھلانے اور نوع انسان مین پھیلانے کا اس سے بڑھ کر اور کوئی دوسرا ذریعہ نہین معلوم ہوتا انسان کو خدا تعالیٰ نے مختلف قسم کی جایدادون کے مالک بننے کا جوہر عطا کیا ہوا ہے زمین پانی۔ پہاڑ۔ چارپائے۔ اور ان کے اور ان کے ذریعے سے ہر قسم کے پیداوار کا انسان ہی مالک ہو سکتا ہے اور ہے۔ کوئی دوسرا حیوان اس مین اس کا شریک اور ہم پلہ نہین۔ اور اس کے مملوکات اس کی اولاد مین بذریعہ حق وراثت منتقل ہوتے ہین۔ جس کا مدار عورت اور خاوند کے جایز اور معروف تعلق پر رکھا گیا ہے ان تمام حقوق کی حفاظت کے لئے انسان مین مروت شجاعت۔ غیرت۔ انتظام اور محبت وغیرہ ضروری اجزاء اور اوصاف رکھے ہوئے ہین اور اپنے جایز اور صحیح حقوق کی حفاظت کرنا انسانی فطرت کا سب سے پہلا کام ہے۔ انسانی تمدن حقوق اور امن پر ہی قایم ہے اور عزت کی خواہش طبعی طور پر انسان کے رگ و ریشہ مین رکھی ہوئی ہے۔ ان تمام کی حفاظت کے لئے جرأت اور انتظام اور شجاعت اور انتقام کو عمل مین لانا انسان کے لئے ضروری رکھا ہوا ہے انسان کا طبعی فرض ہے کہ موقع و محل پر ان قوتون کو استعمال مین لاوے اور معطل نہ کرے۔ انسان کو کب گوارا ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی دشمن یا ظالم جابر یا چور حرامکار آوے اور وہ اس کو ایک طرف طمانچے مارے اور یہ دوسری گال آگے کرے۔ یا وہ اس کو ایک طرف تلوار کا زخم لگا دے اور یہ دوسری طرف اس کے آگے کر دے۔ یا وہ اس کا اندوختہ اٹھا لیجاوے اور یہ اس کو باقی کا مال بھی دیدے۔ یا وہ اس کا بیٹا یا بیٹی اٹھا لیجاوے اور یہ دوسرے بچے بھی اس کے حوالہ کر دے۔ یا وہ اس کی بیوی کو کھینچ کر لے جانا چاہے۔ اور یہ اس کے حوالے تمام اشیاء بھی کر دے۔ یا وہ اس کے ساتھ کوئی ظالمانہ حرکت کرنا چاہے۔ اور یہ چپکے سے نرم ہو کر برداشت کرے اسی طرح دوسرے تمام امور پر قیاس ہو سکتا ہے۔ اور یہ انسانی برداشت سے بالکل باہر ہین

دراصل کسی کو ناحق طمانچہ مارنا ایک جرم ہے اور اخلاقی تعلیم مین جرایم کے جواز اور عدم جواز کے لئے ان کی خفت اور ثقالت کو ملحوظ نہین کیا جاتا۔ اس مسیحی تعلیم کا ماحصل یہ ہی ہے کہ انسان نہ تو حفاظت خود اختیاری ہی کرے۔ اور نہ اپنے اموال اور املاک اور بال بچے غاصب کے ہاتھ سے بچاوے۔ اور نہ حملہ آور کے حملہ کو روکے کوئی کنوئین مین دھکا دے۔ تو اس مین خود کود پڑے کیا یہ تمام شقین اس مسئلہ کے رواج سے لازم نہین آتین؟

جو شخص دشمن اور ظالم کے ظلم سے اپنے آپ کو نہین بچاتا۔ وہ دون ہمت اور بزدل کہا جاتا ہے۔ جو اپنی عزت کے بچانے کے لئے غیرت نہین رکھتا وہ بے عزت اور بے غیرت ہے۔ جو اپنے مال و جائیداد کی حفاظت نہین کرتا۔ وہ بد انتظام ہے۔ جو لوگ جرایم کے فروغ اور ان کے انسداد کے ذرائع اور اسباب سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین۔ کہ جرایم ہمیشہ عدم انتظام یا ضعف انتظام سے جرأت پا کر فروغ پاتے ہین۔ اور انتظام ہوتا ہی اس لئے ہے۔ کہ غیر مستحقون سے حق محفوظ رکھے جاوین۔ اور کسی کو کسی کی حق تلفی کی اجازت نہ دی جاوے۔ لیکن اس تعلیم کا مآل یہی ہے کہ جو جس کی کوئی شے چاہے۔ لے جاوے اور اس کو روکا نہ جاوے۔ اس حکم کے رو سے گویا روکنا گناہ ہے۔

یہ ایک ایسی تعلیم ہے کہ جس کو انسان برداشت نہیں کر سکتا اور کسی حد تک کرے (جو ناممکن ہے) بھی تو زیادہ دیر تک برداشت کرنا قطعاً ناممکن ہے۔ اگر بد انتظامی اور حق تلفی عام ہو جاوے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تمام دنیا مین غدر اور

ہم اور یہ اس کے سامنے اس کو جانے کی اجازت دیں یا وہ اس کی زمین و مکان چھین لیوے

بے انصافی عام طور پر پھیل جائے اور طبائع سے رحم اور شفقت اور ہمدردی بالکل خارج ہو جائے۔ اور محبت اور تمدن اور احسان دنیا کی ڈکشنریوں سے بالکل منہا ہو جائیں۔ لیکن جن نتائج کے پیدا ہو جانے کا ہمیں اندیشہ ہو سکتا ہے۔ وہ نرے قیاسی ہی نہیں۔ بلکہ وہ ایسے ہیں۔ کہ جو بدیہہ طور پر ثابت ہو کر اپنی مثالیں دنیا میں قائم کر چکے ہیں۔ خود یسوع مسیح نے ایک طرف اس تعلیم کو پیش کر کے دوسری طرف اس تعلیم کو پیش کر دیا ہے۔ جو اس کا نتیجہ ہونے والی تھی۔ یعنے "میں تلوار لے کر آیا ہوں"۔ میں زمین پر آگ لگانے آیا ہوں۔ میں جدائی کرانے آیا ہوں۔ باپ بیٹوں اور ماں بیٹوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنے آیا ہوں جیسا کہ اس مضمون کے ابتدا میں لکھی ہوئی آیات سے واضح ہو رہا ہے۔ یعنے وہ یسوع مسیح جس کی اس تعلیم پر ناز کیا جاتا ہے۔ کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو چاہیئے کہ تم دوسری گال آگے کر دو۔

وہ یسوع مسیح جو بھیڑوں کا سا حلم سکھلانے کا ذمہ وار ہوا تھا۔ وہ کہتا ہے جنگ و فساد اور لڑائی اور بے امنی اور تفرقہ وغیرہ سے دنیا کو پر آشوب کر دوں گا۔

اگر اس کو اس کا نتیجہ نہ مانا جاوے۔ تو دونوں تعلیمیں متضاد ہونے کی وجہ سے تعلیم دینے والے پر ایک اور خطرناک دھبہ لگانے کا موجب ٹھہرتی ہیں۔

تعلیم کا صحیح مفہوم تو وہی ہوتا ہے۔ جو خود معلم کے عملی نمونہ سے مستنبط اور واضح ہو سکے اور اس سے دوسرے درجہ پر ایسے لوگوں کی عملی زندگی میں اس کے اکثر نمونے پائے جائیں جن کو اس کے ساتھ ایمانی قرب حاصل ہو۔ پھر ان کے بعد تیسرے درجہ پر عام پیرووں میں بھی اس کے عمل کے آثار کے نقش نظر آویں لیکن جس قدر وسعت کے ساتھ عیسائی دنیا نے ہمارے سامنے اپنے حالات کی تواریخ کے اوراق کھولے ہوئے ہیں۔ ہمیں کسی جگہ اس تعلیم کے لفظاً عملی نمونے نظر نہیں آتے۔ پہلے تو جناب یسوع مسیح صاحب کی طرف دیکھا جاوے۔ کہ اگر یہ کلام ان کا ہے تو کسی ایسی حالت میں نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت ان کو کسی سخت مجبوری کی وجہ سے اپنے الفاظ پر ضبط نہ رہا تھا۔ کیونکہ اگر کسی سلامتی کی حالت میں یہ کلام ان کے دہن مبارک سے نکلتا تو اس پر خود ہی عمل کر کے دکھلاتے۔ اور اتنے بڑے دعویٰ کے ثبوت کے لئے طبعی طور پر نشان طلب کرنے والوں کو "حرامکار لوگ"۔ یا دوسرے موقعوں پر کبھی لوگوں کو "سور" اور کبھی اس سے بدتر الفاظ فرما کر اور نبیوں کے حق میں پہلے درجہ کی بدزبانی کر کے اپنے حلم کے نمونے ظاہر نہ کرتے۔ آپ کی زبان ایسی حلیم تھی۔ کہ جس حلم سے آپ کی مختلف سوانحعمریاں۔ جو شاگردوں کی لکھی ہوئی ہیں۔ اور جن کو عہدنامہ جدید کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بھری پڑی ہیں۔ اور زمین رو رہی ہے۔ کہ ایسا تند زبان حلیم میرے فرش پر پھر نہیں پیدا ہوا۔ دوسری طرف آپ کا عملی حلم قابل غور ہے اول تو عملی حلم زبان کے انداز سے ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے کتنے بڑے ثبوت موجود ہیں۔ کہ صرف اسی پر قناعت کی ضرورت ہی نہیں یہ کیسا خوب حلم ہے۔ کہ جب بھوک لگے تو شاگردوں کو حکم دیا جاوے کہ لوگوں کے کھیتوں سے بھٹے چرا کر کھانے کو لے آئیں ایسا ہی آپ کے دوستوں اور حواریوں کے حالات سے واضح ہو رہا ہے کہ ان کو بھی اس تعلیم نے الٹا اثر کیا تھا۔ یا ان کے معلم نے سمجھایا ہی نہ تھا۔

مسیحی صاحبان یہ کہہ سکتے ہیں کہ غاصب پر یہ حکم بھی ایسا ہی فرض ہے جیسے مظلوم پر لیکن اس کے جواب کا مواخذہ ہم پر نہیں ہو سکتا۔ اس کے ذمہ وار تو خود وہ صاحب ہی ہیں۔ جنہوں نے دنیا میں ایسی تعلیم پیش کر کے حملہ آوروں کے وجود کو تسلیم کیا۔

یسوع مسیح اور اس کے دوستوں اور ان کے پیرووں کے عملی نمونہ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اس تعلیم کے یہ معنے جو عام طور پر عیسائی ہمارے سامنے کرتے ہیں نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ دراصل اس تعلیم سے اس کی منشا یہ تھی۔ کہ دنیا میں بدانتظامی اور تفرقہ اور فتنہ اور بے اعتدالی کا غلبہ ہو جاوے اور جہان تنگ و تاریک ہو کر تباہ ہو جاوے جو ان کی اس تعلیم سے ظاہر ہوتا ہے۔ جس کو ہم نے اس مضمون کے شروع میں نقل کیا ہوا ہے۔ اس امر کو زیادہ واضح طور پر ثابت کرنے کے لئے ہم متقدمین عیسائیوں کے حالات سے موخرین کے حالات تک دیکھتے اور اندازہ لگاتے ہیں۔ ہم کو تواریخ بتلا رہی ہے کہ ظلم اور بے رحمی سے کشت و خون سے عیسائیوں نے دنیا کو ایسا دھندلا کر دیا کہ اُن کی نظیر کبھی گذری ہی نہیں۔ چنانچہ ایک مشہور عیسائی نژاد آرجی انگرسل اس حالت کا خاکہ ذیل کے الفاظ میں کھینچا ہے۔

ایک لفظ مذہب نے حافظہ کے سارے افق کو جنگ و جدل۔ فتنہ و آشوب۔ ظلم و جور اور کشت و خون کے نظاروں سے معمور کیا ہوا ہے۔ اسی ایک لفظ سے وہ تمام سامان سامنے آ جاتے ہیں۔ جن سے انسانوں نے انسانوں پر بیدردی سے ظلم کئے۔ اسی ایک لفظ کے احاطہ میں ہی پچھلے زمانہ کے تمام قید خانے ایندھن اور شعلے موجود ہیں اور اسی دائرہ میں آئندہ کا ابدی دوزخ رکھا ہوا ہے۔ ان عیسائیوں نے ہمدردی اور حلم کے جاموں میں انسان پر اپنی نفرت کا نزلہ گرایا۔ اگرچہ عیسائی لوگ عالمگیر محبت کے وعظ کہتے چلے آئے ہیں۔ لیکن دنیا میں جنگ و جدل اور فتنہ و فساد برپا کرنے میں ان کا کبھی کوئی ثانی نہیں ہوا۔ یہی وہ حضرات ہیں۔ جنہوں نے بہت خطرناک تباہ کن آلات حرب ایجاد کئے۔ بندوق طمنچہ۔ توپ۔ بم کے گولے۔ تارپیڈو۔

بدر پریس قادیان میاں معراج الدین عمر کیلئے چھاپا گیا